جلد ۲۵ ✦ مورخہ ۷ اگست ۱۹۲۳ء ✦ نمبر ۳۰

ترکوں کی فتح

آخر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے موافق اپنے وقت اتحادیوں اور ترکوں کے مابین صلح ہو گئی۔ اور ۲۴ جولائی ۱۹۲۳ء کو صلحنامہ پر دستخط ہو گئے۔ اور عید الاضحیٰ کے یوم سعید میں تمام اسلامی دنیا میں اس صلح کی خوشی میں جشن منایا گیا۔ اور مبارکباد کے ریزولیوشن پاس ہوئے۔ یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے مدبروں اور اخبار نویسوں نے اس صلح کو ترکوں کی فتح سے تعبیر کیا ہے اور حقیقت میں یہ فتح عظیم ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۷ء میں پہلی مرتبہ ٹرکی کے متعلق خدا تعالیٰ سے وحی پا کر بعض امور غیبیہ کو جو ٹرکی کے مستقبل کے متعلق تھے۔ شائع کئے اور وہ سب کے سب اپنے اپنے وقت پر پورے ہوتے چلے گئے۔ نادانوں اور خدا تعالیٰ کی سنت سے ناواقفوں نے اس پر ہنسی کی اور ہمیں بہت کچھ برا بھلا کہا مگر واقعات نے ثابت کر دیا کہ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں

سب سے عجیب بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جن اصولوں پر ٹرکی سے صلح کی تحریک کی تھی اور کھلے کھلے الفاظ میں اپنی تحریروں میں گورنمنٹ کو بتایا تھا کہ صلح اس اصول پر ہونی چاہیئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں اصولوں پر اس صلح کے سوال کو حل کیا۔ بہرحال یہ اسلام کی سیاسی فتح ہے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بہت سی فتوحات کا پیش خیمہ بنا دے۔ آمین۔

مومن اللہ تعالیٰ کے فضل و عنایات پر اسکے آستانہ پر گرتا ہے اور شکر و سپاس گزاری کے لئے اپنے اندر خاص تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے بیش از پیش انعامات کو حاصل کرنے کے لئے اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کریں۔ اور یہی ہماری حقیقی خوشی کا ایک ثبوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حقیقی انعامات کا اہل اپنے آپ کو بنا سکیں:۔

خریداران الحکم کی خدمت میں التماس

(۱) تمام خریداروں کو متواتر کئی اشاعتوں میں بذریعہ اخبار اطلاع دے چکا ہوں کہ الحکم کی سالانہ قیمت سنہ ۱۹۲۳ء کی پیشگی قیمت کے لئے وی پی کئے جاتے ہیں تمام سرپرست وصول فرما کر شکریہ کا موقع دینگے۔ الحکم متواتر ۶-۷ ماہ سے بغیر وصولی قیمت جا رہا ہے۔ لیکن معزز سرپرست اسکی طرف توجہ نہیں کرتے اور وی پی فوراً واپس کر دیتے ہیں۔ اس سے کارخانہ کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ مہربانی کر کے ان تمام دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر وہ وی پی سے گریز کرتے ہیں۔ بذریعہ منی آرڈر قیمت روانہ کر دیں ورنہ اخبار بند ہو جائیگا۔

(۱) الحکم کسی مالی غرض کے لئے جاری نہیں کیا گیا۔ جب سے اسکا اجراء ہوا ہے۔ اس کی یہ غرض نہیں رکھی گئی۔ جن دوستوں نے حال میں وی پی واپس کئے ہیں مہربانی کر کے قیمت بذریعہ منی آرڈر دفتر میں روانہ کر دیں۔

۲۔ آیندہ بغیر وصولی قیمت اخبار ہرگز کسی کے نام جاری نہیں ہوگا۔

۳۔ جن دوستوں کے پتے غلط ہیں دفتر میں جلد اطلاع دیکر درست کرا لیں۔ ہم ان سرپرستوں کا تہ دل سے شکرگذار ہیں جنہوں نے الحکم کی قیمت میں خاص اعانت فرمائی ہے۔ امید ہے کہ دوسرے احباب بھی اس سے سبق لینگے۔ کم از کم اگر وہ اعانت نہیں کر سکتے تو پوری قیمت ہی ادا فرماویں (۵) الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے تمام احمدی جماعت کا فرض ہے۔ اس لئے تمام سکرٹری صاحبان توجہ کریں۔ اسوقت الحکم کا کاغذ وغیرہ جو کچھ الحکم فنڈ کی طاقت میں ہے اعلیٰ درجے کا لگایا جاتا ہے۔

اطلاع

رسالہ تادیب النساء بہت جلد شائع ہوگا۔

خاکسار

ایڈیٹر الحکم

چھوت کی تحریک کیلئے باقاعدہ نظام کی ضرورت

ہندوؤں سے چھوت کی تحریک ہمارے صیغہ انسداد ارتداد نے شروع کی اور جزاہ اللہ اسلامی پریس نے بذریعہ اسلامی پلیٹ فارم سے اس تحریک کی حوصلہ افزا تائید ہوئی۔ یہ تحریک کسی منتقمانہ سپرٹ سے شروع نہیں کی گئی تھی بلکہ فی الحقیقت مسلمانوں کی اقتصادی اور اخلاقی نگہداشت نے ہمکو مجبور کیا کہ اس تحریک کو عام کیا جاوے تا ان میں خودداری اور قومی سرمایہ کی حفاظت کی روح ان میں پیدا ہو۔ اب جبکہ یہ تحریک عام ہو چکی ہے اور ہر جگہ مسلمانوں میں کم و بیش اسپر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے اس تحریک کو ایک انتظام کے نیچے لانے کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک کوئی کام کسی قاعدہ اور اصول کے موافق نہ ہو اور اس میں کوئی ترتیب اور نظام نہ ہو کامیابی مشکل ہے۔ **چھوت چھات کے پروگرام کو عملی صورت** دینے کے لئے مختلف قسم کی ضرورتیں ہوں گی۔ مثلاً سردست بڑے شہروں میں اس امر کا اندازہ کرنا ہوگا کہ مسلمانوں کی وہ کیا ضروریات ہیں جو ہندو دوکانداروں سے پوری کی جاتی ہیں۔ اور مسلمانوں کی کس قدر آبادی ہے جو اس غرض کے لئے ہندوؤں کی محتاج ہے پھر ان ضرورتوں کے رفع کرنے کے لئے کیا تجاویز ہو سکتی ہیں۔ شہروں سے قصبات اور دیہات تک اس تحریک کو کیونکر عملی لباس پہنایا جا سکتا ہے۔

یہ سوالات ہیں جن پر غور کرنا چاہیئے۔ ہم اس غرض کیلئے **مرکزی خلافت کمیٹی** اور اسکی شاخوں کو توجہ دلاتے مگر اسپر **ہندو مسلم اتحاد** کا ایک ایسا جن سوار ہے کہ وہ اس وہمی اور خیالی اتحاد کے سامنے ہر قسم کی **اسلامی قربانیاں** کر دینا آسان سمجھتے ہیں۔ علاوہ بریں اس کمیٹی کے مالی معاملات نے لوگوں کو بہت کچھ شکستہ خاطر کر دیا ہے اور اس کی تحریکوں میں وہ وقعت اور اثر پایا نہیں جاتا جو ابتداءً تھا۔

جمعیتہ العلماء کو بھی توجہ دلائی جا سکتی تھی اگر فتنہ ارتداد میں جمعیتہ کی کوئی **عملی کارگزاری** مسلمانوں کے سامنے آتی اسلئے بہتر یہی ہے کہ اس تحریک کو **مرکزی جمعیتہ تبلیغ الاسلام** کی توجہ کے لئے پیش کیا جاوے جو **فتنہ ارتداد** کے انسداد کے لئے **اتحاد فی العمل** کے اصول پر سر رحیم بخش بالقابہ کی صدارت اور مسٹر نیرنگ کی سکرٹری شپ میں قائم کیگئی ہے اور جسکی واحد غرض اسلام کی تبلیغ ہے اور مسئلہ چھوت کا تعلق بھی فتنہ ارتداد کے انسداد سے ہے۔

«۲»

جمعیتہ تبلیغ اسلام اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ان رضاکاروں سے مدد لے سکتی ہے جو **اصلاح بدکاران** کے لئے کام کرتے تھے اور یا **اقامت الصلوٰۃ** کے لئے کام کر رہے تھے۔ اس تحریک کے لئے ضرورت ہے کہ تمام **شہروں** اور **قصبوں** اور **دیہات میں چھوت چھات** کی تحریک کو عام کرنے اور مسلمانوں کی ضروریات کے انتظام کیلئے باقاعدہ **کمیٹیاں** بنائی جاویں **یہ کام** اب محض اخباری تحریک تک محدود نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ جسطرح **ہندو سنگھٹن** کے لئے **باقاعدہ تحریک** شروع ہے اور اس کے لئے سوامی **شردھانند** صاحب اور **پنڈت مالویہ** اور دوسرے بااثر لوگ دورے کر کے اپنی قوم کو طیار کر رہے ہیں اسی طرح مسلمان لیڈر باہر نکلیں اور بڑے بڑے شہروں میں دورہ کر کے **باقاعدہ** صوبہ وار کمیٹیاں قائم کریں اور **عملی کام** ہونے لگے جب تک کوئی **منتظم صورت** نہ ہوگی اس تحریک کے زندہ رہنے کی بہت کم امید ہو سکتی ہے۔

میں سر **رحیم بخش** اور مسٹر **نیرنگ** صاحب کی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ **عملی کام** کے لئے اب باہر نکلیں اور مختلف **اصحاب** کا ایک **وفد** کل صوبہ کا دورہ کرے پہلے پنجاب میں اسے مضبوط کیا جاوے اور پھر رفتہ رفتہ تمام ہندوستان میں اسکا سلسلہ وسیع کیا جاوے۔

جہاں تک **احمدی جماعت** کا تعلق ہے یہ جماعت ہر ممکن مدد اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے دینے کو طیار ہے۔ ہم نے اس تحریک کو نہایت دور اندیشی اور فکر کے بعد شائع کیا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی **مادی** اور **اخلاقی پستی** کا یہ بھی ایک ذریعہ تھا اور ہے کہ ہندو ہم سے چھوت کرتے ہیں اور ہم ذرا سی احساس کے بغیر اسے جاری رہنے دیتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو اس ذریعہ سے اخلاقی پستی اور **اقتصادی موت** سے بچانے کے لئے ضرورت ہے کہ **ہندوؤں سے چھوت** کرنے کی تحریک کا باقاعدہ نظام قائم کیا جاوے۔

میں جانتا ہوں کہ **صیغہ انسداد ارتداد** قادیان اسی تحریک کے عمل نظام کو باقاعدہ بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنے کو طیار ہے اور وہ جلد سے جلد باقاعدہ نظام قائم کر سکتا ہے مگر بدقسمتی سے مسلمانوں میں صدارت اور سیادت کی بحثیں آگر روک ہو جاتی ہیں اور ہمیں مقصود کام کرنا ہے اسلئے بہتر ہو کہ **جمعیتہ تبلیغ اسلام** کام کو شروع کر دے۔

احمدی مبلغین پر آریوں کے مظالم

متعدد شکایات اس امر کی آرہی ہیں کہ مختلف مقامات پر آریہ اپدیشک مرتد ملکانوں کو اشتعال دلا کر احمدی مبلغین پر سختیاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ تازہ ترین واقعہ اسیار ضلع متھرا میں ہوا جہاں احمدی مبلغ پر وہاں کے مرتد ملکانے اپنے **گرو** کی تعلیم سے لاٹھیوں سے مسلح ہو کر حملہ آور ہوئے اور گالی گلوچ اور بدزبانی پر اکتفا نہ کر کے مبلغ کے جھونپڑے کو گرا دیا جسکے نیچے ہمارا مبلغ دب گیا جسکو ایک شخص نے کھینچ کر نکالا اور پھر یہی مرتدین اپنے گرو کے اشارہ پر غریب الوطن مبلغ کو کھینچتے ہوئے گاؤں سے باہر لے گئے۔ اور مولوی صاحب کو مسجد میں جا کر اپنے ضروری کاغذات وغیرہ بھی لینے نہ دیئے بلکہ مسجد کا دروازہ مسلح ہو کر روک دیا۔

یہ کرتوت آریوں کی شکست کی کھلی کھلی دلیل ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم یا دوسرے مظالم سے ہم احمدی مبلغین کو روک دیں گے۔ اگر انہوں نے ایسا خیال کیا ہے تو یہ ان کی نادانی ہے **احمدی مبلغ** خدا کی راہ میں نکلے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کیا کیا مشکلات انہیں پیش آئیں گی۔ وہ شرارت کا مقابلہ نہیں کریں گے بلکہ گالیاں سنکر دعا دیں گے دکھ اٹھا کر بردباشت کرینگے اگر وہ مذہب جسے آریہ سمجھتے ہیں کہ حق اور صداقت ہے اتنا کمزور ہے کہ احمدی مبلغ کے موجود رہنے سے مٹ سکتا ہے تو وہ آج بھی نہیں کل بھی نہیں۔

آریوں کی دیدہ دلیری دیکھئے کہ ایک طرف تو اس قسم کی حرکتیں کرتے پھر غلط اور محض فرضی اور بناوٹی واقعات بیان کر کے اپنے اخباروں کے ذریعہ دوسروں پر الزام دیتے ہیں۔ کیا یہی وہ تعلیم ہے جو ستیارتھ پرکاش اور ویدوں سے انہوں نے پائی ہے۔ اب شدھی کے لیڈروں کو چاہیئے کہ وہ اس قسم کی نالائق حرکات سے اپنے اپدیشکوں کو روکیں کہ اسکا نتیجہ آخر اچھا نہیں ہوگا مگر میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ اس راستہ کو چھوڑینگے نہیں اسلئے کہ وہ آریہ سماج کی خدمت کے لئے سب کچھ جائز سمجھتے ہیں۔ احمدی مبلغ کا حوصلہ اور برداشت قابل قدر ہے اور اسنے اپنے آقا سے یہی تعلیم پائی ہے اور یہی صبر اور برداشت کی قوت۔ بالآخر ہماری فتح کا موجب ہوگی۔ انشاء اللہ

مژدہ باد عبدالرحمن قادیانی و بھائی عبدالرحیم قادیانی

۱۳؍ جولائی ۱۹۲۳ء کو گفتگو کے دوران میں حضرت اقدس خلیفہ ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہندوؤں میں سے بعض ایسے لوگ اس سلسلہ میں آئے ہیں کہ ان کی خدمات اور غیرت اسلام پر رشک آتا ہے اور وہ دوسرے دس دس ہزار مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہیں ان میں سے بھائی **عبدالرحمن قادیانی** اور بھائی **عبدالرحیم قادیانی** کا نام لیا۔ میں اپنے ان دونوں مخلص بھائیوں کو (جنکے ساتھ مجھے خصوصیت سے ہمیشہ محبت ہے) مبارکباد دیتا ہوں وہ خدا کے رحم اور فضل سے اپنی اس ایمانی قوت میں اتنی ترقی کریں کہ دس ہزار نہیں ہر لاکھ کے برابر ہوں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدا تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی توفیق دے۔ آمین۔ از فضلی ہم آمین ہو تیرا مبارکباد

شذرات

آل انڈیا ہندو مہا سبھا میں شردہانندی تجاویز

شدھی کا آیندہ پروگرام مسلمانوں کی توجہ طلب ہے

آل انڈیا ہندو مہا سبھا کا اجلاس بنارس میں ۱۹ و ۲۰ راگست ۱۹۲۳ء کو ہونیوالا ہے۔ اس اجلاس میں لالہ منشی رام عرف سوامی شردھانند صاحب تین تجویزیں پیشکرینگے۔ پہلی تجویز کا منشاء اور خلاصہ یہ ہے کہ تمام بھنگی چمار۔ اور دوسری نیچ اور اچھوت قومیں جن کو آج تک ہندو کسی بھی قسم کے سوشل حقوق عطا نہ کرتے تھے۔ آیندہ اس سطح سے اُٹھا کر ہندو برادری میں داخل کی جاویں اور آریہ برادری کے اندر جذب کر لیا جاوے۔

تیسری تجویز یہ ہے کہ

"اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہندوستانی مسلمان اور عیسائیوں کی بڑی جماعت ان ہندوؤں کی اولاد ہیں۔ جنھوں نے مذہب تبدیل کر لیا ہے اور ویدک دھرم کی وسعت اور قوت ہاضمہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جس نے بہت سے غیر آریوں کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ جو غیر ہندو اپنی نمایندہ جماعت کے رسم و رواج کے مطابق پرائسچت کرا کر برادری میں شامل کیا جاوے اسکو تمام ہندو جاتی ہندو خیال کرے"۔

یہ تجویز شدھی کے آیندہ پروگرام کو صاف الفاظ میں ظاہر کرتی ہے اور دراصل یہ اس فتوے کی موید اور مصدق جو شنکر اچاریہ نے دیا تھا کہ ہندوستان کے سارے مسلمانوں کو سوائے اونکے جو باہر سے آئے ہیں شدھ کرنا چاہیئے۔ ہم نے پہلے بھی لکھا ہے کہ ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے خواہ اسکا مذہب کیسا ہی ناپاک اور ناقابل عمل ہو کہ وہ اس کی طرف دوسروں کو بلائے اور اسمیں شامل کرے۔ شدھی سبھا اپنے پروگرام کو اس سے بھی زیادہ وسیع کرے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مسلمانوں کا فرض اسوقت یہ ہے کہ وہ اس دشمن کے مقابلہ کے لئے اپنی تبلیغی کوششوں کو متحدہ طاقت کے ساتھ وسیع کریں۔ اور دشمن کا مقابلہ کر کے اسکو شکست دے۔

مسلمان ابھی تک غفلت میں پڑے ہیں۔ ایک طبقہ ان میں ایسا ہے جو محض اسی پر قناعت کرتا ہے۔ کہ اگر دین سے ناواقف لوگ اسلام سے نکل جاویں تو ان کا کیا حرج ہے۔ اور ایک گروہ اسکو فرض کفایہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ زید یا بکر اس کام کو کر رہا ہے میری کیا ضرورت ہے۔ اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ جو لوگ میدان عمل میں کام کر رہے ہیں ان میں اتحاد نہیں۔ بلکہ اختلاف ہے اور وہ اختلاف عداوۃ اور سخت مخالفت کی صورت اختیار کر چکا۔

اندریں وقت مصیبت چارہ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

خلافت کمیٹی میں مولوی صاحبان کا سیکنڈ کلاس کا سفر

مرکزی خلافت کمیٹی کی حسابات اور اخراجات کے متعلق اخبارات میں بہت کچھ بحث ہو چکی اور ہو رہی ہے غریب مسلمانوں کے روپیہ کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے وہ بہت درس عبرت ہے حال میں خلافت کمیٹی کی فضول خرچیوں پر ۲۹ر جولائی ۱۹۲۳ء کے پیسہ اخبار میں ایک نوٹ شائع ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ

"مختلف صوبوں کے کم از کم تیس یا چالیس لوگ ایسے ہیں جن کو سوا ڈیڑھ سو روپیہ تنخواہ دیجاتی ہے۔ مگر اونکے نام ظاہر نہیں کئے جاتے ہیں انمیں سے تین چوتھائی ایسے ہیں کہ جن کو سیکنڈ کلاس کا کرایہ دیا جاتا ہے یا وہ جھگڑا کر کے لیتے ہیں جھگڑے کا قصہ میرے دوست نے اسطرح بیان کیا کہ گذشتہ بمبئی کانفرنس کے موقعہ پر دو مولوی صاحبان کو کہیں سے بلایا تھا جو وقت وہ واپس جانے لگے تو انکو انٹر کلاس کا کرایہ ملا مولوی صاحبان آپے سے باہر ہو گئے اور جب تک ان کو سکنڈ کلاس کا کرایہ نہ ملا اوس وقت تک انکو اطمینان نہ ہوا"۔

ایڈیٹر۔ یہ علماء کے اشاعت اور ایثار کا ایک واقعہ ہے۔ مجھ کو بتایا گیا ہے کہ فتنہ ارتداد میں بعض علماء جاد کی پیالیوں پر لڑ پڑتے ہیں۔ بہتر ہو جمعیۃ العلماء ایسے مخلصین کے نام مرکزی خلافت کمیٹی سے لیکر مشتہر کر دے۔

شدھی کی اشدھی

پروفیسر رام دیو نائب پرنسپل گورو کل کانگڑی آریہ سماج کے سرگرم اور پرانے کارکنوں میں سے ایک قابل شخص ہیں انہوں نے اپنے رسالہ ویدک میگزین میں آریہ سماج کے مذہبی نقطہ خیال سے آگرہ کی شدھی کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ اور آریہ سماج کو مشورہ دیا ہے کہ وہ شدھی سے علیحدہ ہو جائے"۔

شدھی کی تحریک میں پیدا شدہ اخبار تیج نے پروفیسر رام دیو کے اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور پروفیسر صاحب کی مخالفت کو پنجاب کے آریہ ساجیوں کی پھوٹ کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ میں ابھی اسپر کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ واقعات پبلک میں آئیں گے تو اس رازداری کا پردہ اوٹھ جائیگا۔ جس کی طرف تیج اشارہ کرتا ہے مگر یہ کہنا کسی صورت میں بے جا نہیں کہ یہ شدھی آریہ سماج کی مذہبی حس کی موت کا ثبوت ہے۔ آگرہ کے مقام پر بینی برہم دت کو دیکھا کہ افسران پولیس کے سامنے اس کو اپنا مذہب بیان کرنے میں سخت دقت پیش آئی۔ اگر وہ آریہ کہے تو شکار کے ہاتھ سے نکلنے اور ملکانوں کے بدظن ہونے کا خطرہ اور سناتنی ہندو کہنے سے بھی شرم آتی تھی۔ اس بحث کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آریہ سماج کی مذہبی پوزیشن موجودہ شدھی کے معاملہ میں کھل جائیگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور چند منٹ

۳۱ر جولائی ۱۹۲۳ء کو بعد عصر ایک گریجویٹ ہندو حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ جو موگہ سے تشریف لائے تھے انہوں نے اظہار اسلام کے لئے اپنے آپکو پیش کیا حضرت خلیفۃ المسیح نے اسکو جو کچھ فرمایا اسکا خلاصہ اور مفہوم میرے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ

اسلام کی تعلیم دینے کیلئے ہم ہر وقت طیار ہیں اور ہر ایسے طالب کو جو اس غرض سے ہمارے پاس آئے ہر طرح مدد دینے کو آمادہ ہیں مگر ہم اسکے اظہار اسلام کو اسوقت قبول کرینگے جب ہمکو یقین ہو جاوے کہ اسنے اسلام کو سمجھ لیا ہے۔ اور اب اسکی حلاوۃ ایمانی اس مقام پر پہونچ گئی ہے کہ کوئی چیز اسے اسلام سے الگ نہیں کر سکتی۔

مال و دولت کی ترغیب اور عزیزوں اور رشتہ داروں کی محبت کے جذبات اسے ایمن کرکے اسلام سے الگ کر سکیں جب تک یہ بات پیدا نہ ہو میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص اظہار اسلام کرے۔ اسلئے آپ یہاں رہیں۔ اور جب تک آپ میں یہ بات پیدا نہ ہو جاوے میں اپنے ذریعہ آپ کے اسلام کا اعلان نہیں کر سکتا۔ اسپر طالب حق نے کہا کہ مجھ کو ہر طرح اطمینان اور تسلی ہو گئی ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اسلئے مجھے اظہار کرنا چاہیئے۔ اور آپ قبول فرماویں اسپر فرمایا کہ بے شک آپ کو یقین ہے لیکن اس کا پتہ اسوقت تک آپ کو نہیں لگ سکتا جب تک کوئی آزمائش اور ابتلاء نہ ہو۔ ہر شخص اپنے آپ کو بہادر سمجھتا ہے لیکن میدان جنگ میں جا کر جب تک وہ مستقل مزاج ثابت نہیں ہوتا۔ اس کی بہادری کا ایک دعویٰ ہوگا۔ پس اگر آپ پر صداقت کھل چکی ہے تو یہ خوشی کی بات ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک آپ مسلمان ہی ہونگے۔ لیکن ابھی آپ ہمارے نزدیک اسبات کے محتاج ہیں کہ آپ اسلام کو سمجھ لیں۔ اس عرصہ میں آپ کو صبر اور استقلال سے رہنا چاہیئے۔ ممکن ہے آپ کے والدین آئیں اور انکی محبت اور تعلق کے جذبات آپ پر غالب آ جاویں۔ اور اسلام کے چھوڑنے پر وہ آپکو ترغیب دلاسکیں تو پھر یہ بہت برا ہوگا اور عذاب کا موجب ہوگا۔ اسلئے آپ گھبرائیں نہیں۔ اور صبر سے تعلیم اسلام میں مشغول رہیں۔

غرض وہ بے حد اصرار کرتا تھا کہ مجھے قبول اسلام کیلئے اجازت دیجاوے۔ اور مجھے مسلمان کیا جاوے۔ مگر حضرت صاحب نے اسکو بار بار یہی کہا کہ آپ صبر اور حوصلہ سے اپنی تعلیم پائیں۔........

جیسے اُمراء پر فرض ہے ویسے ہی غرباء پر۔ موت کے وقت امیر کے لئے چاندی کی قبر نہیں بنتی۔ اور غریب کے لئے مٹی کی نہیں۔ پس جب قدرت نے سب کو ایک ہی اصول پر رکھدیا تو کیوں آجتک دُنیا کی آنکھیں بند ہیں۔ اور وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ سب کائنات ایک ہی غرض کے لئے ہے۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یہی اتحاد عمل کی طرف انسان کو بُلا رہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے اندر صحیح شعور پیدا کر کے اپنے اعمال کو وحدت کا رنگ نہیں دیتے۔ خدا کی برگزیدہ جماعت جو کہ اسوقت میری مخاطب ہے۔ یاد رکھے کہ ہماری کوششیں اس وقت تک بالکل ہیچ ہیں۔ جبتک ہماری ساری قوم اس سانچے میں نہ ڈھل جائیگی جس سانچے میں انسانی جسم ہے۔ ایک جماعت کی تکلیف سے صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کی جماعتوں میں ایک تہلکہ مچ جائے۔ ایک کی خوشی تُو زندہ قوم کہلانے کی حقدار نہیں۔ قادیان سے سینکڑوں احباب لاہور جاتے ہیں باوجود اسکے کہ لاہور اور قادیان ایک چیز ہے۔ مگر بہت ہیں دو تین احمدی احباب کے سوا کسی کو نہیں جانتے یہ اجنبیت کیوں ہے۔ کیوں ہمنے آجتک اسقدر بھی اپنی اجنبیت دور نہیں کی۔ میں تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں اور اس سے میری مُراد کسی شخص کو نعوذ باللہ توہین کی نہیں۔ اور نہ قوم پر اعتراض ہے بلکہ قوم کے سامنے ان واقعات کو رکھنا ہے۔ جنپر ہماری زندگی کا مدار ہے۔ بارہا ایسا دیکھا گیا کہ ایک شخص سے مصافحہ ایک شخص نے کیا دوسرے شخص نے اسکی طرف سوائے وعلیکم السلام کے چنداں التفات بھی نہ کیا۔ یہ کیوں؟ کیا ہمنے نصف صدی کے قریب جو زمانہ گزارا اس سے ہمکو اسقدر بھی فائدہ نہ ہوا۔ کہ ہم ایک احمدی بھائی کو دیکھ کر اس سے گلے مل جائیں۔ غور کرو۔ اس پاکیزہ زندگی پر۔ بلال حبشی عرب کی زندہ قوم میں جو کہ اپنے آپکو مرتبہ اور بلندی میں کسی کا ہم پایہ نہ خیال کرتی تھی شادی کرنی چاہتے تھے۔ اس کی ایک آواز پر بیسیوں شیران عرب اپنی بیٹیاں دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس وحدت کی نظارہ پر ایک غور کی نگاہ ڈالو۔ کہ ایک شخص مدینہ میں ایک مسلم بھائی کو لے جا کر کہتا ہے کہ یہ میری دو بیویاں ہیں اور تیرے پاس کوئی بیوی نہیں۔ تو جس کو کہے میں اسکو طلاق دیکر تیرے ساتھ شادی کر دیتا ہوں۔ یہ ایک وحدت کا نظارہ تھا۔ مگر آج اسکے بالمقابل ازدواج کو چھوڑ کر ظاہری ملاقات میں بھی بہت کچھ کمی پاتے ہیں۔ سینکڑوں آدمی قادیان میں بیس سال سے آنیوالے ہیں۔ مگر افسوس وہ قادیان کے صرف دو تین یا دس بارہ احباب کو جانتے ہونگے۔ کیا صرف سالانہ جلسہ کی غرض اسیقدر تھی کہ تقریریں سُن لیں۔ اور چلے گئے۔ افسوس ہمنے صرف اسقدر اسکی غرض سمجھی انہوں نے کچھ بھی نہ سمجھا۔ سالانہ جلسہ ایک وحدت کا مدرسہ ہے۔ وہ ہمارے احساسات اور شعور کی زندگی کا بہترین آلہ ہے۔ ہمیں خدا کے رسُول نے قومی تعارف کا ایک بہترین مقصد رکھا تھا لیکن کیسی افسوس کی بات ہے کہ تین دن تک پہلو بہ پہلو بیٹھ کر بھی دو بھائی یہ نہیں جانتے کہ یہ کون ہے اور میں کون ہوں۔ اگر کہو کہ یہ شرم کیوجہ سے ایک دوسرے کو دریافت نہیں کرتے تو میں کہتا ہوں کہ کون ہے جو اپنے بھائی سے شرم کرتا ہے میں پھر کہتا ہوں اگر یہی نہیں تو یہ ہماری اجتماعی کمزوری ہے کہ ہم اجتماع کے اغراض کو جانتے نہیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو جبتک ہم ایک نظام وحدت میں ایک نظام عمل میں۔ ایک نظام اجتماع میں جکڑ نہیں جائیں گے۔ اور ایک جسم کی طرح نہیں ہو جائیں گے۔ جبتک ہمارا شعور زندہ نہیں ہوگا۔ اسوقت تک ہم کبھی زندہ قوم کہلانے کے حقدار نہیں ہو سکتے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہمیشہ اسی حالت میں پڑے رہو تو یہ ایک مردہ خیال ہے۔ جو ایک زندہ قوم سے جس نے زندگی کا پانی آسمان سے پیا ہو پیدا نہیں ہو سکتا۔ پھر عزیزو اپنے اندر ایک انقلاب عظیم پیدا کرو۔ قوم کے ایک عضو بنجاؤ اور اس شعور سے کام کرو جس طرح سے تمہارے حواس کا شعور تمہاری زندگی کو چلا رہا ہے۔ ایک سلسلۂ زنجیر ہو جسمیں تم سب بندھے ہوئے ہو اور ایک کے کھینچنے سے سب کھنچ جاؤ۔ اب تنہائی کا وقت نہیں اب عزلت نشینی چھوڑ دو تمکو معلوم نہیں کہ تمہارے سپرد کسقدر اہم کام ہے۔ ساری دنیا میں کفر کی آگ بھڑکی ہے اور لوگ اسمیں جل رہے ہیں تم میں سے اگر کسی نے اب بھی کوتاہی کی تو یقیناً اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ اور آپ لوگوں کو خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔

اے زندہ قوم اُٹھ اور بیدار ہو۔ تو ہی اب خدا کی نعمتوں کی وحید وارث ہے تیرے لئے زمین و آسمان کے دروازے فضل اور رحمت کے کھُل چکے ہیں۔ مگر تو اپنے اندر ایک اہم ذمہ داری کا احساس پیدا کر۔ اور تیرا ہر فرد اپنے آپ کو حقیقی عضو خیال کر کے اپنی زندگی کا مقصد وحید حیات ملی سمجھ جائے۔ چھوٹے بڑے کا سوال بیچ میں سے مٹا دو۔ اسلام میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ ایک دوسرے سے تعارف پیدا کرو۔ کیونکہ اسکے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور یہی تعارف حبّ قومی اور حبّ الافراد کا سبق دیگا۔ اسکے بعد خدا کی حمد کر اور آگے بڑھ کر زمین و آسمان تیرا ہے۔ کیونکہ اصلاح خلق اللہ کا کام تیرے سپرد کیا گیا ہے۔

اجتماع فکری اور حیاۃ ملی

دُنیا میں سب سے بڑا اجتماعی مذہب اسلام ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب اسلام کی کسی بات میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر اجتماع تو ایک ایسا مسئلہ ہے کہ کسی دوسرے کا شمہ بھر بھی اس سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

ہندوستان کا سب سے بڑا مذہب جس کو ہندو کہا جاتا ہے چھُوت چھات کیوجہ سے اجتماع میں اسقدر گرا ہوا ہے کہ باپ اور بیٹا ایک برتن میں کھانا نہیں کھا سکتے۔ یہودی مذہب اپنے مذہب میں کسی کو داخل نہیں کر سکتا۔ اور یہ اونکی عظیم الشان اجتماعی کمزوری ہے۔ پارسی مذہب کی بھی یہی حالت ہے۔ عیسائی مذہب کو بھی مذہبا تو اپنے مذہب میں لوگوں کے جمع کرنے کی اجازت نہیں اور اوسکی تعلیم بھی اجتماع کو ایسا پھل دینے والی ہے کہ دُنیا میں جو ایک دفعہ اس کی تعلیم پر عمل کرے وہ پھر اجتماع کر ہی نہیں سکتا۔ مثلاً ایک شخص کی گال پر ایک آدمی طمانچہ مارے تو وہ دوسری کو بھی پھیر دے۔ اور جب دوسری پر لگ چکے تو پھر پہلی آگے کر دے اور اسطرح سے خوب پیٹے۔ کیا ایسا شخص اس تعلیم پر دوبارہ عمل کرنیکے لئے تیار ہوگا۔ یا ایک شخص اس کو ایک میل ساتھ لے جاوے۔ تو یہ بلا ضرورت دو میل اور چلے۔

الغرض ظلم۔ بیگار۔ اور جبر کا سلسلہ اور اسکے مقابلہ میں عاجزی اور ذلیل ہونیکا طریقہ جو انجیل سکھاتی ہے وہ اجتماع کو کچلتی ہے۔ کیونکہ ظالم و مظلوم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ برخلاف اسکے اسلام کی ہر چیز اجتماع سکھاتی ہے۔ ساری دُنیا کے مسلمان بہ ایک وقت وضو کرتے ہیں۔ ایک ہی وقت نماز پڑھتے ہیں ایک جہت منہ کرتے ہیں۔ صفوں کی درستی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ پانچ مرتبہ روزانہ مسجد میں جمع ہو کر ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ یہ پانچ وقت کا اجتماع عملی۔ اور اجتماع فعلی کتنے گہرے ہر تعلقات کا باعث ہوتا ہے۔ پھر ہفتہ میں ایک دفعہ جمعہ میں اس سے بڑا اجتماع۔ پھر سال میں دو دفعہ عیدین کا اجتماع پھر عمر میں ایک دفعہ حج کا اس سے بھی عظیم الشان اجتماع۔ پھر حج میں سب کا لباس یکساں ہوتا ہے۔ سب کے اعمال یکساں ہوتے ہیں۔ پھر روزوں کے دنوں میں عملی طور پر ایک اجتماع ساری دنیا کے مسلمانوں میں ہوتا ہے۔ کثرت ملاقات اور بار بار کا اجتماع انسانی تعلقات کو بہت مضبوط کر دیتے ہیں۔ اور حقیقت یہی ہے کہ اجتماع ایک ایسی چیز ہے کہ اسکے بغیر کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔ اجتماع ہر چیز میں پایا جاتا ہے۔ اور عملی طور پر سب لوگ اور مذہب اسکے کسی نہ کسی رنگ میں پابند ہیں۔ اور جس حد تک پابند ہیں اسی حد تک زندہ ہیں۔ اور یہ اجتماع جس کو خالق نے اسلام کی ہستی میں ودیعت کر دیا ہے کہیں نہیں ملتا۔ پہاڑ ریت کے ذرات کے اجتماع کا نام ہے۔ زمین مٹی کے ذرات کے ذرات کا مجموعہ ہے۔ دریا کو پانی کے قطرات کا اجتماع کہا جاتا ہے۔ الغرض ہر چیز جس کو قدرت نے پیدا کیا ہے وہ اپنے اندر اجتماع کا وسیع سبق لئے بیٹھی ہے۔ اجتماع کے بغیر یقیناً کوئی چیز اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتی۔ خود انسانی پیدائش اجتماع کا نتیجہ ہے۔ تمام خوشیاں اجتماع کا نتیجہ ہیں۔ اور تمام غم افتراق اجتماع کے ٹوٹنے سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ انسانی صحت کا تحسن اور انسانی افکار کی بلندی اجتماع کا نتیجہ ہے۔ مرض اور دُکھ غیر اجتماع کا نام ہے۔

پس حقیقت میں اجتماع ہی ایک چیز ہے جس سے نظام کا بڑا دارومدار ہے۔ تمام ایجادات تمام آلات ریل تار طیارے۔ جہاز۔ موٹریں۔ ٹیلیفونیں۔ غرض جو کچھ بھی ہے۔ یہ اجتماع ہی سے بنے ہیں۔ پُرزوں کے اجتماع سے۔ افکار کے اجتماع سے۔ اشیاء کے اجتماع سے۔ غرض اجتماع ہمکو سمندر کے نیچے لے جاتا ہے اجتماع ہمکو آسمان پر لے جاتا ہے۔ اجتماع ہے جو کبیدہ خاطر کو پھر مسرور بنا دیتا ہے۔ یہی جس قدر اس اجتماع سے مسلمانوں کو فائدہ اوٹھانا چاہیئے تھا افسوس مسلمانوں نے اسکا کروڑواں حصہ بھی فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان باوجود اپنے مذہب کے اجتماعی ہونے کے کمزور ہیں اور غیر مذاہب باوجود اجتماعی نہ ہونے کے اجتماعی بنکر فائدہ اوٹھا رہے ہیں۔ مجھکو آج اسوقت صرف اجتماع کے ایک پہلو یعنی اجتماع فکری پر بحث کرنی ہے اور اسکے دوسرے پہلوؤں کو اسوقت نظر انداز کر دینا ہے۔ یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ اجتماع ایک نہایت ہی نایاب شئے ہے جس سے نظام عالم چل رہا ہے۔ اور اس سے

حقیقت میں ہم عظیم الشان فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔ پس جب بھی ہمنے کسی چیز پر اجتماع کو استعمال کیا ہے وہیں اس سے فائدہ اُٹھالیا۔ جہاں ہم عام اجتماع میں اسوقت کمزور ہیں وہاں اجتماع فکری میں بھی آج دنیا میں سب سے پیچھے ہیں حالانکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو فکر پر زور دیتا ہے۔ بلکہ اجتماع فکری پر بھی وضاحت سے روشنی ڈالتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا وشاورھم فی الامر۔ مجلس شوریٰ کی بنیاد سب سے پہلے اسلام نے رکھی اور قوت فکری کو جمع کر کے کام لینے کا طریق سکھایا۔ ہر انسان کا دماغ مختلف طریق پر کام کرتا ہے۔ اور جب ایک بات کے متعلق مختلف دماغ بحث کر کے ایک نتیجہ پر پہونچیں تو بڑی حد تک وہ نتیجہ صحیح ہوتا۔ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو بار بار فرماتا ہے۔ افلا یتدبرون۔ افلا یعقلون۔ وھم لا یبصرون۔ وہ حکم دیتا ہے تبصر کرو۔ تدبر کرو۔ عقل کو کام میں لاؤ۔ اور پھر باری باری دنیا کیلئے زمین و آسمان۔ چاند سورج۔ ستاروں اور سمندروں کی حرکت اور قیام کے علوم کی طرف توجہ دلائی اور زور سے سمجھایا کہ غور کرو۔ اسلام ایسا مذہب نہیں کہ حکم دے کہ مان لو کہ ہمارے گناہ کسی نے اُٹھا لئے۔ یا کہے کہ مان لو۔ اگر تمہاری عورت زنا کرا کر بچہ لے آئے تو وہ بھی تمہارا ہی نطفہ ہوگا۔ یا کہے کہ اگر تمنے کسی جاندار چیز کو کھالیا تو تم کو کتے اور بلی بننا پڑیگا۔ اسلام نہیں سکھلاتا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جنکو عقل نہیں مانتی پس اسلام عقل و تدبر کا حامی ہے مسلمانوں میں بھی ایک فریق تقلید اعمٰی کے پیچھے چل رہا ہے۔ کہتے ہیں احمدی لوگ قرآن کے وہ معنے کرتے ہیں جو مفسروں نے نہیں کئے۔ ہم کہتے ہیں ہاں درست ہے مگر مفسر کون تھے محمد رسول اللہؐ خود تھے یا انکے خلفاء میں سے تھے یا صحابہؓ میں سے تھے یا تابعین میں سے تھے نہیں بلکہ بعد میں آنیوالے لوگ تھے ہماری طرح انہوں نے قرآن کریم پر غور کیا اور معنے کئے۔ قرآن کریم ایک بے بہا سمندر ہے جس کی انتہا نہیں اندھا ہے وہ جو یہ کہے کہ کشاف یا بیضاوی نے قرآن کریم کے تمام معارف کو قلمبند کر دیا اور اب کوئی نکتہ باقی نہیں رہا۔ ایسا شخص جھوٹا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے اس پاک علم کی توہین کرتا ہے۔ قرآن کریم کے معارف تمام کے تمام ملائکہ بھی بلکہ خود آنحضرتؐ بھی دعویٰ نہیں کر سکتے تھے کہ وہ ہم پر ختم ہوگئے۔ اور اسلئے رب زدنی علما کی دُعا فرماتے تھے۔ کیونکہ سمندر میں جتنی دفعہ کوئی غوطہ لگائے گا اتنی ہی دفعہ اسمیں سے موتی نکال سکتا ہے۔ جو کہے کہ میںنے اب سمندر میں کچھ بھی نہیں رہنے دیا وہ جھوٹا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ وہ اپنے بیحد پایاں سمندر میں سے جسکو چاہے کچھ دے۔

الغرض اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو تدبر اور تبصر کی تعلیم دیتا ہے۔ اور قوت فکری کے احیاء اور ارتقاء کے لئے مجلس شوریٰ کو ضروری قرار دیتا ہے۔ قوت فکری کئی طریق سے بڑھتی ہے علم سے آنحضرتؐ نے فرمایا اطلب العلم ولو کان فی الصین پھر فرمایا طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ۔ پھر خود اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو دعا سکھاتا ہے رب زدنی علماً۔ پس قوۃ فکری کو بڑھانیکے لئے سب سے پہلی چیز علم ہے دوسری شے اجتماع ہے انسان جب کسی سے ملتا ہے تو کچھ سنتا ہے اور کچھ سُناتا ہے اس افادہ اور استفادہ سے آسانی علوم میں اور فکر میں بہت سی ترقی ہوتی ہے۔ میںنے بتلایا ہے کہ اجتماع کو جسطرح اسلام نے ترقی دی ہے کوئی اُمت اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ شاورھم فی الامر بھی اجتماع کا ایک زندہ مرحلہ ہے تیسرا مرحلہ سیاحت بلاد ہے اس سے انسان نئے مشاہدے کرتا ہے نئے تجربے کرتا ہے اور نئی واقفیتوں سے انسان اپنی قوت فکری میں بڑھتا ہے سو خدا تعالے نے فرمایا قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین سیاحت کرو اس سے تمکو ایک نظر کرنیکا موقعہ ملیگا پہلی مکذب قوموں پر کیا گزری۔ الغرض اسلام سیاحت کے حق میں بھی زبردست مؤید ہے۔ غور کا چوتھا مرحلہ نیچرل سٹیڈی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت ۰ والی السماء کیف رفعت ۰ والی الجبال کیف نصبت ۰ والی الارض کیف سطحت ۰ نیچرل سٹیڈی کرو۔ سیاحتیں کرو۔ علم پڑھو۔ اجتماعات میں شریک ہو۔ مجلس شوریٰ میں بیٹھو یہ طریق ارتقاء فکری کا باعث ہیں۔ الغرض اسلام نے ایسی پاک تعلیم پیش کی ہے جو انسان کیلئے سراسر مفید ہے جب کثرت متفکر آدمی ایک مسئلہ پر غور کرتے ہیں تو اسکے بہت سے آسان راستے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اسکی حسن و قبح معلوم ہو جاتی ہے لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی سے متفکرین کا طبقہ اب اسلامی دنیا سے بہت کم ہوگیا ہے اور جو کچھ سلف لکھ گئے ہیں اگرچہ وہ کیسا ہی غلط کیوں نہ ہو اسی کے پیچھے چل رہے ہیں۔ اسلامی شیرازہ بیا بکھر کہ نہ مجلس شوریٰ رہی ہے اور نہ مشورہ دینے والے مگر خدا کا شکر ہے کہ خدا نے اپنا مرسل بھیجکر دُنیا میں از سر نو پھر ان امور کی بنیاد رکھی جو آجسے تیرہ سو سال پہلے دنیا کو سکھائی گئی تھی۔ آج ارتقاء فکری کے لئے ایسے ذرایع پیدا ہو گئے ہیں کہ پہلے کبھی انکا وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ دنیا بھی بالکل ایک شہر کی طرح ہو گئی ہے علم عام ہو گیا سیاحت آسان ہو گئی لنڈن اور امریکہ فرانس کی خبریں ایک دن میں دنیا کے دوسرے حصوں میں شائع ہو جاتی ہیں۔ اور اس قوت فکری کا زبردست محرک اخبار ہے۔ اس زمانے میں جو شخص اخبار بینی یا اخبار نویسی نہیں کرتا حقیقت میں اُسنے اپنی قوت فکری کو تباہ کر دیا کیونکہ اسکو ایک ہی جگہ روک دیا۔ اخبارات ایک بہترین مجلس شوریٰ ہیں مختلف قابلیتوں کے لوگ اسمیں اپنے مضامین لکھکر اسکو پبلک کے سامنے رکھتے ہیں۔ پھر اسپر بحث و تمحیص ہو کر ایک بات طے ہو جاتی ہے پس جس سرعت سے اخبار انسان کے علوم کو بڑھاتا ہے دنیا میں اور کوئی چیز نہیں۔ اخبار زندہ قوموں کی زندگی ہے اور اخبارات میں اہل علم مضامین لکھنا اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں۔ زندہ قوموں اور زندہ ملکوں میں یہ حالت ہے کہ اخبارات انکے گاڑیاں اور قلی تک پڑھتے ہیں۔ اور سیاسی معاملات پر بحث کرتے ہیں۔ یورپ میں مزدوروں اور زمینداروں کی کیوں پارٹیاں بنی ہیں اسی لئے کہ اخبار بینی نے انکی نظر کو بہت وسیع کر دیا ہے۔

ہمارے سلسلہ میں اخبار بینی اور اخبار نویسی دونوں میں سخت کوتاہی برتی جا رہی ہے۔ جو اہل علم ہیں وہ اپنے وقت کو مقالات اور مضمون لکھنے کیلئے صرف نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ اسکو ایک [illegible] خیال کرتے ہیں لیکن انکو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ عند اللہ ان علوم کی نسبت جو انکے سینوں میں بند ہیں۔ اور وہ اسکو نکالتے نہیں مسئول ہیں۔ وہ خدا کی مخلوق کو ان افکار عالیہ سے محروم رکھتے ہیں۔ پھر خود اپنی قوت فکری کو وہ بند کر کے ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس طرح سے ایک بڑا حصہ ہے جو کہ اخبار کو پڑھنا ہی پسند نہیں کرتا۔ اور اخبارات کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اخبارات کی خریداری اس قدر گری ہوئی ہے کہ جس کے اظہار سے انسان کو شرم آتی ہے حالانکہ اخبارات کی ترقی اپنی ترقی اپنی اولاد کی ترقی اور بنی نوع انسان کی ترقی کا باعث تھی۔ ہندوستان بھی اسمیں بہت پیچھے ہے اور پھر ہماری جماعت تو اور بھی پیچھے ہے پس میں ان لوگوں سے جو اہل علم و فضل ہیں۔ زبردست اپیل کرتا ہوں۔ کہ جیسے اجتماع کا ہونا ضروری ہے اسیطرح سے اجتماع فکری کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے تم لوگ جنکو خدا نے اپنے علم و فضل سے حصہ دیا ہے اخبارات سلسلہ کو بہترین بنانے کی کوشش کرو۔ اور اپنے مضامین لکھکر پبلک اور جماعت کے علوم میں اضافہ کرو۔ ورنہ تم عند اللہ مسئول ہوگے۔ اخبارات کی عام اشاعت کی طرف توجہ کرو کیونکہ یہ ذہنوں کو تیز کرتے ہیں اور علوم کو زیادہ کرتے ہیں۔ اور آج اجتماع فکری کا واحد ذریعہ صرف اخبارات ہیں۔ آخیر میں میری عرض ہے کہ مقالات کو اس غرض سے پڑھنا کہ چند منٹوں کے لئے لذت حاصل کر لی جائے۔ اور کہدیا جائے کہ مقالہ عمدہ یا بُرا ہے یہ مقالہ نویس کے مقاصد کا خون کرنا ہے۔ بلکہ زندہ جماعتیں عملی میدان میں اُترتی ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ کسقدر وہ لوگ ہیں جو کہ اس میدان میں اُترتے ہیں میں صرف قادیان کی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ بتلاؤ کہ تم میں سے کون ہے اور تمنے کسقدر علم کو سیکھا خدا کے مسیح سے اسکے خلیفہ اوّلؓ اور ثانی سے پھر اور علماء سلسلہ سے۔ تم میں کسقدر ہیں جو مضمون نویسی کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور کسقدر ہیں جو اخبارات کے خریدار ہیں۔ گریجوایٹوں کی تعداد کسقدر موجود ہے تم میں بی۔ اے ہیں تم میں ایم۔ اے ہیں۔ پھر کسقدر علماء ہیں کون ہے جو ان میں سے مضمون لکھتا ہے افسوس کہ ایک زندہ قوم اسقدر بھی احساس نہ کرے اور وہ اپنے سامنے اپنے سلسلہ کے اخبارات کو مقالات سے خالی دیکھ کر ٹس سے مس نہ ہو اور اپنی کرسیوں پر بیٹھ کر صرف اسقدر کہدینا کہ فلاں اخبار تو آجکل ہنسی بن گیا ہے۔ فلاں میں تو کچھ نہیں ہوتا۔ وہ کیوں ہنسی اسلئے کہ ہمارے جیسے اپنے سلسلہ کے مقاصد پر غور کرنے والے موجود ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ کئی تعلیم یافتہ بزرگ ایسے ہونگے جو اسقدر نہیں لکھ سکتے ہونگے جسقدر ایک مدرسہ احمدیہ کا طالب علم لکھ سکتا ہے۔ یہ کیوں اسلئے اخبار نویسی و اخبار بینی پر زور دیا اور دس فارغ التعلیم شخص نے اپنی شخصیت کو ان امور سے بالا خیال کیا۔ یہ غلط ہے یہ نقص ہے اور میں انکو تمہارے سامنے رکھتے ہوئے شرم نہیں کرتا کیونکہ وقت آئیگا کہ تم آج نہیں تو کل توجہ کروگے۔ اور وہی تمہارا مطمح نظر ہوگا۔ جس کی طرف آج ایک شخص تمہاری محبت میں بیقرار ہو کر بلا رہا ہے کیونکہ اسمیں حیات ملی کا راز پنہاں ہے۔

شعور اور احساس

(عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب مجاہد مصری کی قلم سے)

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بعض غیر معمولی قوتیں رکھی ہیں جن کی وجہ سے وہ غیر معمولی اثرات اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ اور اونکے مناسب حال اسکے اندر تبدیلیاں ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جو چیز ان مخفی اثرات کو بتلاتی ہے اسکا نام حس ہے۔ مگر اس حس کی تقسیم کہ یہ چیز کس قسم کی ہے اسکے کیا فائدے ہیں۔ اور کیا نقصان ہیں۔ شعور کے سپرد ہوتی ہے۔ مثلاً بو اور خوشبو دو چیزیں ہیں جن کا وجود انسان سے ہر رنگ میں مخفی ہے مگر ہر ایک انسان سونگھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں بو ہے یا خوشبو ہے۔ اب یہ بتلانا کہ یہ بو اور خوشبو فلاں چیز کی ہے اور اس سے متاثر ہو جانا قبل اسکے کہ اس چیز کو ہم سے یہ بو یا خوشبو نکل رہی ہو دیکھیں ہر ایک شخص نہیں کر سکتا مگر جس کا شعور صحیح ہے فوراً محسوس کر لیگا کہ یہ گلاب کی خوشبو ہے یا کیوڑے کی۔

پس وہ شخص جسکا شعور درست ہے وہ فوراً حس بات سے نتائج پر پہونچ جاتا ہے اور اس سے فائدہ اُٹھا لیتا ہے۔ ایک زمیندار جس کے غلّہ کے کھلیان باہر پڑے ہیں۔ اور اسکا شعور صحیح ہے وہ ... ... آسمان کی حالت میں تبدیلی دیکھ کر ایک نتیجہ نکالتا ہے کہ آندھی یا بارش آنیوالی ہے۔ اور وہ اس کے آنے سے قبل اپنے مال کی حفاظت کر لیتا ہے۔ مگر وہ بدشعور جو آسمان کے نشان دیکھ کر اپنے غلّہ کی حفاظت نہیں کرتا آخر کار اپنے سامان کی تباہی سے ہلاک ہو جاتا ہے پس حس اور شعور میں ایک تعلق ہے۔ جس کی حسیں صحیح ہونگی ضروری نہیں کہ اسکا شعور بھی درست ہو۔ مگر جسکا شعور زندہ ہوگا اسکی حسیں ضرور زندہ ہونگی۔ کیونکہ شعور حس کا محتاج ہے اور حس شعور کی محتاج نہیں۔

پس وہ شخص جو صرف حس رکھتا ہے۔ مگر شعور نہیں رکھتا وہ ایک ایسے شخص کیطرح ہے جو ایک چیز کو سامنے دیکھ رہا ہے اور جانتا نہیں کہ کیا ہے۔ ایسا شخص نہ دنیا کے لئے اور نہ اپنے وجود کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے اسلئے اسکو انسان تو کہا جا سکتا ہے مگر ناقص۔ پس مکمل انسان وہی ہوتا ہے جو حواس سے شعور تک پہونچکر اس سے فائدے حاصل کرتا ہے۔ شعور انسانی بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے یعنی کم ہو بھی جاتا ہے۔ جسقدر دُنیا میں آجتک ایجادات ہوئی ہیں۔ وہ سب کی سب شعور ہی کا نتیجہ ہیں۔ موجودوں کی حسوں نے بعض چیزوں کو بعض میں محسوس کیا اور شعور نے اس سے نتائج نکالکر ایک عجیب انسانی دماغ میں کھڑی کر دی ایجادات اور ان کی ظاہری شکل ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حس اور شعور سے کام لینے والا انسان کہاں سے کہاں تک پہونچ جاتا ہے اور جو حواس سے کام نہیں لیتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ... اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ دوسرے یہ کہ جب تک کسی شخص کی تمام حسیں زندہ نہ ہوں اسکا شعور مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ اعلیٰ درجے کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی روزمرہ ہمارے مُشاہدہ میں آتا ہے کہ انسان ایک ہوتا ہے مگر اس کی حسیں مختلف ہوتی ہیں۔ اور وہ اپنے اپنے مرکز پر کام کرتی ہیں۔ ایک حس کا دوسری حس سے کسی قسم کا تعرض نہیں ہوتا۔ مگر ان کے اثرات ایک دوسرے کے لئے یکساں مفید ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو انسانی جسم ایک دن بھی قائم نہ رہ سکے۔

یہ نظام حواس کا اور شعور کا جو انسانی جسم میں پایا جاتا ہے یہی نظام منظم اقوام میں پایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ ہر گھڑی ترقی کے زینوں پر قدم رکھتی چلی جاتی ہیں۔ ایک انسان صحیح نمونہ ہے ایک قوم کا۔ وہ شخص جو اپنے اعضاء اور انکے اعمال اور انکے نتائج پر۔ اور انکی حرکات اور اونکے نظام پر مطلع ہو جائے تو ایسا شخص یقیناً قومی ترقی کے صحیح اصولوں سے واقف ہو سکتا ہے۔ جیسے خوردبین چھوٹی چیزیں بڑی کر کے دکھاتی ہے۔ ایسے ہی بعض آلات سے بڑی چیزیں چھوٹی ہو کر دکھائی دیتی ہیں۔ پس انسان ایک بڑی سے بڑی قوم اور ایک بڑی سے بڑی رنتہ کا چھوٹا جسم ہے یا دوسرے لفظوں میں ایک قوم ایک انسان کی بڑی تصویر ہے۔ جو قوم بھی چاہتی ہے کہ وہ بام ترقی پر قدم زن ہو اسکے ہر ایک فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شعور اور احساس کا صحیح مطالعہ کرے اور قوم کو ایک جسم اور اپنے آپ کو عضو یا کسی عضو کا جز خیال کرے۔ جب تک یہ بات نہیں ہوگی۔ وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ زندہ قوموں کے احساسات اور شعور بہت بڑھ جاتے ہیں۔ وہ فوراً حالات کو دیکھ کر ان آفات کا اندازہ کر لیتی ہیں جو آنیوالی ہوتی ہیں۔ وہ اخبارات کو پڑھ کر فوراً ان ... حالات کو معلوم کر لیتی ہیں جس کی طرف دنیا خاموشی سے گامزن ہو رہی ہو۔ وہ خبروں کو سُنکر ان سے فائدہ اوٹھا لیتے ہیں۔ ہر فرد اپنے حواس صحیح اور شعور حس کو قومی مفاد کے لئے جمع کر دیتا ہے۔

تب وہ اردگرد کی آفات سے بچکر اپنے لئے مضبوط چٹان پر گھر بنا لیتے ہیں۔ جیسے ایک جسم کا اندر جو کچھ ہے وہ بٹ جاتا ہے۔ اسیطرح سے انکے اعمال قومی رنگ میں بٹ جاتے ہیں۔ اگرچہ ہر فرد اپنی اپنی جگہ مستقل ہوتا ہے اور اپنے ہی کام میں مصروف ہوتا ہے مگر ان سب کی غرض وحید ہوتی ہے۔ اسلئے کہ ہماری قوم کی ہستی زندہ رہے اور ترقی کرے۔ جیسے کہ ایک انسان کے جسم میں پایا جاتا ہے۔ کان سُنتے ہیں کیوں اسلئے کہ جسم انسانی کو فائدہ پہونچے۔ مثلاً ایک شخص ایک شخص کے قتل کا منصوبہ ایک دوسرے شخص کے ساتھ بیٹھ کر باندھ رہا ہے اور اس شخص کے کانوں نے اس آواز کو سُنکر معلوم کر لیا کہ میرے قتل کیلئے منصوبہ ہو رہا ہے تو اب یہ نہیں ہوگا کہ کان یہ کہیں کہ قاتل کانوں کو تو قتل نہیں کریگا کیونکہ چھری تو گردن پر چلے گی۔ بلکہ کان اس خبر کو سنتے ہی مرکز میں یعنی دل و دماغ تک اس کو پہونچا دینگے کہ یہ خبر آئی ہے۔ اب یہ آواز کا سننا صرف کان کے لئے مخصوص تھا۔ اگر کان اسکو اپنے تک محدود رکھتا تو نتیجہ اس انسان کی ہی موت نہ ہوتا بلکہ کانوں کی بھی ہلاکت ہوتی اسی طرح آنکھ ناک منہ ہاتھ پاؤں ہیں۔ پس ان سب کی خدمات کی غرض وحید انسانی جسم کی حفاظت ہے فی نفسہٖ وہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اگر کریں تو یہ محال اور ناممکن ہے۔ پس جو قوم اپنے جسم میں مطالعہ نہیں کرتی وہ قومی ترقی کے اصولوں سے ناواقف ہوتی ہے۔ جسم کے ایک حصہ کے بیکار ہو جانے سے سارا جسم کمزور ہو جاتا ہے پس خیال کرو کہ وہ قوم جس کے بہت سے افراد کمزور ہوں۔ اور وہ اپنی جماعت کی زندگی کے اصولوں سے محض ناواقف ہوں۔ وہ کیسے زندہ رہ سکتی ہے۔ وہ پختہ عمارت جسکی ہر تھوڑی بلندی میں کچی اینٹیں لگی ہوئی ہوں۔ یقیناً وہ چند دن کی مہمان ہوتی ہے وہ ہزاروں پختہ بلکہ پختہ تر اینٹیں کچھ نہیں کر سکتیں لیکن وہ چند سو کچی اینٹیں اس عمارت کو گرا دینے کا باعث ہوتی ہیں۔ پس عقلمند معمار اعلیٰ عمارت میں کچی اینٹ نہیں لگاتا۔ اسی طرح عقلمند انسان اپنے جسم کے اعضاء کی حفاظت کرتا ہے تاکہ وہ کمزوری سے محفوظ رہیں اور انسان اپنی طبعی زندگی حاصل کر سکے۔ اسی طرح وہ قومیں جو عروج کے زینوں پر گامزن ہوتی ہیں۔ وہ اپنے کمزور افراد کی صحت کی طرف توجہ کرتی ہیں۔ اور انکی کمزوری دور کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ جب تک یہ تو سب حسیں ہیچ ہیں پس ترقی کے لئے سب سے پہلا قدم اندرونی ہے۔ اور وہ اتحاد فی العمل ہے۔ غور تو کرو کان کو تکلیف ہو تو سارے جسم کا نظام کسطرح سے بگڑ جاتا ہے۔ اور سارا جسم زخمی ہو جاتا ہے۔ آنکھ میں درد ہو تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔ دانت میں تکلیف ہو تو سارا جسم مضطرب ہو جاتا ہے۔ انسانی جسم میں ادنیٰ و اعلیٰ کا قطعاً خیال نہیں ... ہیں۔ اور ایک کی تکلیف پر سب کے سب اعضاء دُکھی ہو جاتے ہیں۔ کیا ایک عقلمند انسان کے لئے یہ نظام جسمانی۔ یہ مشاہدہ روزمرہ کا کافی تجربہ نہیں۔ اور کیا وہ اس سے سبق نہیں لے سکتا۔ کیا فرق ہے ہمارے امیر اور غریب میں کیا فرق ہے ہمارے پیشہ ور اور جاگیردار میں۔ کچھ نہیں۔ صرف الحال کا فرق ہے مگر نظام عام کو دیکھو یہ تقسیم اقوام۔ یہ تقسیم صنعت محض انسانی بقاء کے لئے ہے۔ پھر کیسا نادان ہے وہ جو کہ اپنی شرافت اور اپنی نجابت کا مدار پیسہ یا کام پر رکھتا ہے۔ اسنے کبھی غور نہ کیا کہ اگر یہ نہ ہوتا تو میرا بقاء ناممکن تھا یا وجود اس کے کہ ایک انسان دوسرے سے مربوط ہے پھر بھی تحقیر و توہین کا سلسلہ عالم میں چل رہا ہے۔ زندہ قومیں نظام عالم نظام جسمانی پر غور کرتی ہیں۔ اور انکے ہاں قومیت کی تقسیم ارتباطی ہے۔ بلکہ سب افراد ایک جسم بن جائے۔ کا نھم بنیان مرصوص۔ ایک کے دُکھ سے سب دُکھی ہو جاتے ہیں۔ اور ایک کے سُکھ سے سب سُکھی ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خالق ارض و سما نے تمام انسانوں کی پیدائش ایک ہی طرز پر رکھی ہے انا خلقنا الانسان من نطفۃ یہ کبھی نہیں ہوا کہ ملوک نطفہ کی بجائے کسی اور چیز سے پیدا ہوئے ہوں۔ اور غریب نطفہ سے۔ دُکھ سُکھ۔ رونا۔ ہنسنا۔ کھانا۔ پینا۔ مرنا۔ جینا جسمانی ضروریات سب کے سب یکساں ہیں۔ اور ان میں ذرا بھی فرق نہیں شکل و صورت بھی یکساں ہے۔ عیاد ...

مسجد برلن کی بنیاد رکھی گئی

جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا۔ ۵ اگست ۱۹۳۳ء کو پونے ۶ بجے شب کے قریب (جو برلن میں ۱۲ بجے دن کا وقت تھا) برلن (جرمنی) میں مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ اسیوقت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے قادیان میں مسجد اقصےٰ کی توسیع کی بنیاد رکھی۔ اور اسکے بعد اپنی جماعت کو لیکر مسجد اقصےٰ میں بہت لمبی دعا فرمائی۔ مسجد اقصےٰ کی یہ توسیع جنوب کی طرف ہو رہی ہے۔ آپ نے بنیاد توسیع رکھتے ہوئے مختصر سی تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ برلن کی مسجد یورپ کی دراصل پہلی مسجد ہے جس کو اسلامی مسجد کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ووکنگ کی مسجد ایک عیسائی نے چندہ کرکے بنوائی تھی۔ یا فرانس میں جو مسجد بن رہی ہے وہ گورنمنٹ فرانس بنا رہی ہے۔ ایسا ہی جرمن میں ایک مسجد ایک زمانہ میں ترک قیدیوں کیلئے بنائی گئی تھی۔ کوئی ایک بھی مسجد مسلمانوں نے نہیں بنائی۔ اس طرح یہ مسجد برلن میں آج جس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ یہ پہلی اسلامی مسجد ہے۔ غرض آپ نے مسجد اقصےٰ کی توسیع کی بنیاد بھی ساتھ ہی رکھدی اسوقت عجیب ذوق لے رہا تھا۔ کہ ایک طرف مغرب میں مسجد کی بنیاد رکھی جا رہی ہے اور دوسری طرف مسجد اقصےٰ کی توسیع کی مشرق میں۔ اور دونوں بنیادیں جماعت احمدیہ کی طرف سے رکھی جا رہی ہیں۔ جو اس امر کا ایک نشان مستقبل قریب میں ہوگا کہ اسلام مشرق اور مغرب میں احمدی سلسلہ کے ذریعہ پھیل جائیگا۔ (انشاء اللہ العزیز) یہ برلن کی مسجد اپنی نوعیت کے لحاظ سے اسطرح بھی بے نظیر ہوگی کہ خواتین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مالی قربانی کا نتیجہ ہے۔ اسموقعہ پر خواتین کی بھی کثرت مسجد اقصےٰ میں موجود تھی۔ اللہ تعالیٰ ان ہر دو مسجدوں کو آفاق میں اسلام و ہدایت کے پھیلانے کا ذریعہ بناوے اور اسکے فضل سے امید ہے کہ وہ تو ضرور اسلام کا مرکز ہونگی اسلئے کہ انکی بنیاد تقوےٰ پر رکھی گئی ہے۔

مسجد اقصےٰ کی توسیع کے سلسلہ میں صرف ایک بات جماعت کو کہدیتا ہوں کہ تم اپنی ذمہ واری کو سمجھو کہ یہ توسیع تم سے کس امر کا مطالبہ کرتی ہے۔

دارالامان کا ہفتہ اور بارش کا ہفتہ

ہفتہ زیر اشاعت میں خوب بارش ہوئی۔ قادیان اب ایک جزیرہ کی شکل میں ہو گیا ہے۔ اور ارد گرد کشتیاں چل رہی ہیں۔ (۱) ۴ر اگست ۱۹۳۳ء کی رات کو قریباً ۱۰ بجے سے بارش شروع ہوئی۔ اور ۵ر اگست ۱۹۳۳ء کو ۲ بجے تک ہوتی رہی۔ اور بہت زور سے ہوتی رہی بعض مکانات کو بھی صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و رحم فرمائے۔ آمین۔

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت الحمد للہ اچھی ہے اور آپ مہمات سلسلہ کے سرانجام دینے میں مصروف ہیں۔

(۳) مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر تعلیم و تربیت و تالیف و اشاعت نے اپنے صیغہ کے ماتحت مدارس کا ضلع گورداسپور میں دورہ کیا۔

(۴) مکرم منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کے ہاں مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء کو دختر پیدا ہوئی۔ منشی صاحب کے ہاں یہ پہلا بچہ ہے اللہ تعالیٰ اسے سعادت و نیکی میں لمبی عمر دے اور والدین کے لئے وہ قرۃ العین ہو۔ آمین۔

(۵) حضرت ام المومنین علیہا السلام نے یکم اگست ۱۹۳۳ء کی صبح کو نور ہسپتال میں زنانہ وارڈ کی بنیاد رکھی۔ قادیان کی احمدی خواتین کثرت سے اس تقریب پر دعا کے لئے جمع ہو گئی تھیں۔ یہ نصرت وارڈ دو ہزار روپیہ کم از کم اپنی تعمیر اور تکمیل کے لئے چاہتا ہے۔ مگر چندہ صرف ایک ہزار کے قریب ہوا ہے کیا خواتین سلسلہ جنہوں نے برلن کے لئے اسی ہزار کے قریب جمع کیا ہے اسکی تکمیل کیلئے ایک ہزار بھی اور نہ دے سکیں گی؟ مکرمہ سکینۃ النساء نے اس تقریب کے متعلق لکھا ہے۔

زنانہ وارڈ کا سنگ بنیاد

الحمد للہ کہ مورخہ یکم اگست ۱۹۳۳ء زنانہ وارڈ کا سنگ بنیاد حضرت ام المومنین علیہا السلام کے بابرکت ہاتھوں سے رکھا گیا۔ آپ نے بمعیت ممبرات لجنہ و دیگر مستورات کمال مہربانی و شفقت مادرانہ سے دیر تک نور ہسپتال میں دعا فرمائی۔ احمدی بہنوں نے چندہ دینے میں حصہ لیا گو اس سے پہلے بھی بیرونی محترم بہنوں نے اس ثواب میں بہت کچھ حصہ لیا ہے مگر اب حضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے چونکہ اپنے خطبہ میں اظہار خوشنودی فرمایا ہے۔ کہ یہ مسجد ہماری کمزور جماعت کے کمزور حصہ نے بنانے کا سامان کر لیا ہے۔ اسلئے اس خوشی کا شکریہ اس صورت میں ادا کرنا چاہیئے کہ زنانہ وارڈ جو اپنی ہی بہتری کا ذریعہ ہے۔ وہ اپنے پاکیزہ مالوں میں سے جلد سے جلد بنوا دیا جاوے۔ اگر ہر ایک احمدی بہن ایک روپیہ بھی اپنے حصہ میں لے لے تو بھی انشاء اللہ بہت سی امداد مل سکتی ہے۔

معزز خواتین چندہ بہت جلد دفتر محاسب میں بھجوائیں (کوپن پر زنانہ وارڈ کیلئے لکھنا چاہیئے) کیونکہ اب کمرہ بننا شروع ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ محترم بہنیں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام و حضرت ام المومنین علیہا السلام کی خوشنودی کا باعث بنیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی بہن کے مال میں برکت نازل فرماوے۔ آمین

(ناچیز سکینۃ النساء قادیان ممبر لجنہ اماء اللہ)

اعجاز دعا

۴ر اگست ۱۹۳۳ء کو عزیزی محمد ابراہیم علی (مینیجر الحکم) سخت بیمار ہو گیا۔ درد شکم کے علاوہ قے اور دست بھی ہوئے اور دم بدم اس کی حالت متغیر ہو رہی تھی۔ عین اسوقت جبکہ ضعف حد سے بڑھ رہا تھا۔ اور اس کے حواس میں بھی قریباً فرق آ رہا تھا میں حضرت کے حضور پہونچا اور عزیز کی حالت کا اظہار کیا۔ خود میری حالت اس صدمہ سے متغیر تھی۔ آپ نے فرمایا گھبرانے کی بات نہیں میں دعا کرتا ہوں اور دوا بھی دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے ایک دوائی عنایت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل قبولیت دعا کے نشان کے طور پر نازل ہوا۔ اور شام تک عزیز کی حالت میں صحت افزا تغیر ہو گیا۔ عشاء کے قریب حضرت نے خاص طور پر آدمی بھیجکر پھر حالت دریافت فرمائی۔ جہاں یہ آپ کی توجہ تام کا ثبوت ہے وہاں اس سے پایا جاتا ہے کہ آپ کو اپنے وابستگان دامن کا کسقدر لحاظ و خیال رہتا ہے۔ اسوقت عزیز کی حالت بالکل درست ہے اور خدا نے اس بلا کو دور کر دیا ہے الحمد للہ علی ذالک۔

یہ قبولیت دعا کا ایک کرشمہ ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اوٹھائے۔

زرعی اراضی کے خواہشمند

احباب توجہ فرمائیں۔

قادیان سے قریباً سات میل کے فاصلہ پر دریائے بیاس کے پاس موضع راجپورہ تحصیل گورداسپور علاقہ بیٹ میں مرزا ارشد بیگ صاحب اپنی اراضی زرعی فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ جو احباب خریدنا چاہیں۔ خاکسار سے یا مرزا ارشد بیگ صاحب سے قادیان کے پتہ پر خط و کتابت فرمادیں۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد قادیان

ہم خرما و ہم ثواب

مصری مجاہد کی امداد

مصری مجاہد عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب نے مالابار میں احمدیت کی ایک تاریخ لکھی تھی۔ جس کا پہلا حصہ شائع ہو چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اسے پسند فرمایا ہے۔ اس کی دو سو کے قریب کاپیاں ابھی پڑی ہیں۔ ایک جلد کی قیمت ۱۰ آنے ہے میں احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان کاپیوں کو اس نیت اور خیال سے خرید لیں کہ اس کی آمدنی مصری مجاہد کی مساعی تبلیغ میں خرچ ہوگی۔

دفتر الحکم سے طلب کرو۔